تعارف

ندوۃ العلماء لکھنؤ

ندوۃ العلماء لکھنؤ کو دیا گیا چندہ سیکشن 80G انکم ٹیکس ایکٹ ۱۹۶۱ء کے تحت انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہوگا، بحکم انکم ٹیکس کمشنر نمبری
S. No. 58-59/98/74/2004-5/Tech/ C. I. T. 1/Lko/48 Dated 27-09-2005

شائع کردہ

شعبۂ تعمیر وترقی، ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، پوسٹ بکس ۹۳، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷ (یوپی)

دفتر نظامت: 0522-2741316 شعبۂ تعمیر وترقی: 0522-2741231 دفتر اہتمام: 0522-2741272 مہمان خانہ: 0522-2740151

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں ایسے ماحول میں ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا، جب ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت قائم ہوچکی تھی، اور عیسائی مشنریاں آزادانہ طور پر مسیحیت کی دعوت دے رہی تھیں، اور پورے ملک میں گھوم پھر کر اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کر کے غیر تعلیم یافتہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی مہم زور وشور کے ساتھ جاری تھی، ایک طرف یہ ہورہا تھا، دوسری طرف ہمارے علماء کا فروعی مسائل میں اختلاف کا یہ عالم تھا کہ کبھی تو مقدمہ کی نوبت آجاتی اور علماء غیر مسلم ججوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور بخاری ومسلم اور دیگر کتب حدیث ان ججوں کے نیچے ڈھیر ہوتیں۔

انگریزوں کے لائے ہوئے غیر اسلامی نظام تعلیم کے اثر سے مسلمان قدیم وجدید کے دو متوازی طبقوں میں تقسیم ہوگئے تھے، ایک طرف علمائے دین تھے جو عربی مدارس سے قدیم طرز پر پڑھ کر نکل رہے تھے، دوسری طرف مغربی تعلیم یافتہ حضرات جو کالجوں اور یونیورسٹیوں کے پروردہ تھے، ان دونوں کے درمیان اجنبیت اور بے گانگی کی خلیج تھی جو دن بہ دن بڑھتی جارہی تھی، علماء مسلم معاشرہ کی پاسبانی ونگرانی اور مغربی علوم کے حملوں اور اس کے تشکیکی اثرات سے مسلمان نوجوانوں کی حفاظت میں سخت دشواری محسوس کررہے تھے اور تعلیم یافتہ طبقہ مغرب کے غاشیہ برداروں اور فکری وتہذیبی شکست کے نقیبوں کے اثر کا شکار ہوتا جارہا تھا، غرض کہ قوم کا ایک بڑا حصہ ان دونوں طبقوں کے درمیان ہچکولے کھا رہا تھا، جس میں سے ایک طبقہ قدیم طرز تعلیم اور مسلک سے کسی فروعی اختلاف کو ابھی ایک قسم کی تخریب اور ضلال سمجھتا تھا، دوسرا طبقہ مغرب سے آنے والی ہر چیز کو عظمت وتقدس

کی نگاہ سے دیکھتا تھا، اور اس کو ہر عیب ونقص سے پاک سمجھتا تھا، یہاں تک کہ اہل مغرب کے افکار اور فکری رجحانات بھی اس کو عظمت اور علمیت کا پیکر نظر آتے تھے اور ان کو وہ ذہن انسانی کی پرواز کی آخری منزل تصور کرتا تھا، ان دونوں طبقوں کے درمیان جو فکری تضاد تھا اور جس طرح وہ دو انتہائی سروں پر تھی، اس کی تصویر لسان العصر اکبر الہ آبادی نے اس شعر میں کھینچی ہے ؎

ادھر یہ ضد ہے کہ لیمن بھی چھو نہیں سکتے
ادھر یہ دھن ہے کہ ساقی صراحیِ مے لا

یہ ہے ان حالات کا عطر وخلاصہ جن سے ملت اسلامیہ ہند یہ گذر رہی تھی، انہیں حالات میں ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں ایک ہمہ گیر علمی و دینی تحریک کی حیثیت سے ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا، اس تحریک نے بہت قلیل عرصہ میں پورے ملک کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لی، ندوۃ العلماء کے جلسے جس شان وشوکت کے ساتھ ہوتے تھے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس تحریک کی جڑیں اندرون ملک کتنی گہری اور اس کا دائرہ کار اور حلقۂ اثر کتنا وسیع تھا، یہ تحریک چند بنیادی مقاصد کے لیے سرگرم تھی، جن میں سے چند چیزیں یہ تھیں:

- علوم اسلامیہ کے نصاب درس میں بنیادی اصلاحات اور نئے نصاب کی تیاری۔
- اتحاد ملی اور اخوت اسلامی کے جذبات کو فروغ دینا، نزاع باہمی کے فتنہ کو ختم کرنا۔
- اسلامی تعلیمات کی اشاعت بالخصوص برادران وطن کو اس کی خوبیوں سے واقف کرانا، ان کے سامنے اس کی ہمہ گیری اور پوری

انسانی برادری کے لیے باعث رحمت بتانا اور اسلام سے ان کی وحشت دور کرنا۔

اس تحریک کے بانی حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ (خلیفہ مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ) تھے، جن کی سرکردگی میں ملک کے ممتاز علماء و مشائخ کے طویل مشوروں کے بعد یہ ادارہ قائم ہوا تھا، شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اس کے مقاصد میں کامیابی کی دعائیں فرمائی تھیں، ملک کے علماء کرام اور صلحاء کی ایک بڑی تعداد نے اس تحریک سے اتفاق کیا تھا اور اس کی تقویت کے لیے حسب استطاعت جدوجہد کی تھی، ندوۃ العلماء کے مقاصد کی ترویج واشاعت کرنے والے ملک کے مشہور علماء یہ تھے۔

استاذ العلماء مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ، علامہ شبلی نعمانیؒ، مولانا الطاف حسین حالیؒ، مولانا عبدالحق حقانیؒ، مولانا عبداللہ انصاریؒ، مولانا سید محمد شاہ محدث رامپوریؒ، مولانا محمد فاروق چریا کوٹیؒ، مولانا خلیل الرحمٰن سہارنپوریؒ، مولانا محمد ابراہیم آرویؒ، مولوی رحیم بخشؒ، مولانا احمد حسن کانپوریؒ، مولانا شاہ سلیمان پھلوارویؒ، مولانا ظہور الاسلام فتحپوریؒ، شاہ محمد حسن الہ آبادیؒ، مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانیؒ (سابق صدر الصدور امور مذہبی، حیدرآباد، دکن) مولانا ابوالکلام آزادؒ اور منشی اطہر علی کاکورویؒ، مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ و مولانا فتح محمد تائب لکھنویؒ وغیرہ۔

ان بزرگوں کا پختہ عقیدہ تھا کہ اسلام ایک عالمگیر اور ابدی دین ہے، رہتی دنیا تک انسانوں کی رہنمائی اور اس کی دنیاوی اور اخروی کامیابیوں کا ضامن ہے، اور اس میں زندگی کے ہر شعبہ کے لیے رہنمائی اور ہر مشکل کا حل موجود ہے، اس لیے ذہن انسانی کے ارتقاء وتنزل اور اس کے تغیرات کی مختلف منزلوں سے اس کا سابقہ پڑنا، بدلے ہوئے حالات اور افکار میں رہنمائی کا فرض انجام دینا اور ہر دور میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کو

۵

رفع کرنا اس کے لیے ایک قدرتی امر ہے، ایسے جامع ہمہ گیر اور جادواں دین کے داعی اور اس کی تفہیم وتبلیغ کرنے والے افراد پیدا کرنے کے لیے ایسا نظام اور نصاب تعلیم مرتب کیا جانا چاہئے جس کا دائرہ برابر وسیع ہوتا رہے، جو ہر دور میں بدلتے ہوئے حالات کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور زندگی کا ثبوت دیتا رہے، نظام تعلیم اسی وقت مفید اور کارآمد ہوسکتا ہے، جب وہ قدیم وجدید دونوں کی خوبیوں کا جامع ہو، اصول ومقاصد میں سخت اور بے لوچ، فروعی مسائل میں وسیع اور لچکدار ہو، ترقی پذیر ہو، زمانہ کی تبدیلیوں اور تقاضوں کے مطابق (اپنی روح، مقاصد اور اساسی علوم کی حفاظت کے ساتھ) بدلتا اور ترقی کرتا رہے، یہ وقت کی ایک اہم ضرورت تھی اور اسی میں مسلمانوں کے تعلیمی مسائل کا حل پوشیدہ تھا۔

ندوۃ العلماء کے ذمہ داروں نے محسوس کیا کہ یہ ضرورت اسی وقت پوری ہوسکتی ہے جب ایک مثالی مدرسہ قائم کیا جائے، جس میں ایسے علماء تیار کئے جائیں جو بنیادی دینی علوم میں مہارت کے ساتھ اپنے دور کے تقاضوں کو بھی سمجھتے ہوں، قدیم علوم میں رسوخ کے ساتھ جدید ذہن کے شکوک و شبہات دور کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، جو ایک طرف عقائد وعبادات میں ایک اٹل پہاڑ، اور دوسری طرف علم وتحقیق اور پیش بینی میں ایک رواں دواں اور شیریں چشمہ ہوں، ایک طرف نصوص دین اور اس کی عزیمتوں کے لیے سرحد کے محافظ اور امانت کے نگراں ہوں تو دوسری طرف دین کی تبلیغ و تفہیم کے سلسلہ میں پرجوش مجاہد اور جدید ترین ذرائع سے لیس ہوں، جہاں دین کے حقائق ومقاصد کے بارے میں مصالحت یا نرمی کے روادار نہ ہوں، وہاں عصر جدید کے جائز تقاضوں کو پورا کرنے میں کسی جمود وتعصب کا بھی شکار نہ ہوں۔

٦

خدمت علم ودین کے ایک سو سال

اسی نیک مقصد کے لیے ندوۃ العلماء کے قیام کے چار ہی سال بعد ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں دار العلوم ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی گئی، اس کی تعمیر وترقی میں ملت کے ممتاز اہل علم، صاحب فکر مخلص حضرات نے حصہ لیا، ان میں سرگروہ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ (خلیفہ مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ) ان کے علاوہ دیگر اصحاب علم واختصاص علماء کی کوششوں سے ایک جامع اور متوازن نصاب تعلیم مرتب ہوا، اور بڑی حدت تک اس کا نفاذ عمل میں آیا، جس میں ایک طرف تو علوم دینیہ میں پختگی اور دوسری طرف عربی زبان وادب میں مہارت اور تیسری طرف علوم جدیدہ سے حسب ضرورت واقفیت کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ کی توجہ اور کوششوں سے علمی وتحقیقی ذوق کی طرف توجہ بڑھی اور مولانا سید عبدالحی حسنیؒ، مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانیؒ اور دیگر معاصر علماء نے ندوۃ العلماء کی علمی ترقی میں نمایاں حصہ لیا، ان کے بعد علامہ سید سلیمان ندویؒ نے جو ایک طرف علامہ شبلی نعمانیؒ کے نامور شاگرد تھے اور دوسری طرف حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ تھے، اس ادارہ کی علمی سرپرستی کی، دار العلوم ندوۃ العلماء میں ہندوستان کے مشہور ماہرین علم ودین کی خدمات حاصل کی گئیں، اور ان کی وجہ سے نظام تعلیم وتربیت اور نصاب درس میں برابر اصلاح وترقی ہوتی رہی، ندوۃ العلماء نے اپنی ضرورت اور نظریہ کے مطابق اپنی درسی کتابیں تیار کرنے کی طرف توجہ کی اور بڑی حد تک کامیابی حاصل کی، ندوۃ العلماء علمی ودینی اور تدریسی

میدانوں میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی سرپرستی ورہنمائی اور نظامت میں ترقی کے منازل طے کرتا رہا، یہاں تک کہ لکھنؤ میں مرکزی دارالعلوم کے علاوہ ملک کے طول وعرض میں اس کے ملحقہ مدارس خدمت علم ودین انجام دے رہے ہیں۔

اللہ کا شکر ہے کہ ندوۃ العلماء نے اپنی عمر کے سو سال بخیریت وخوبی پورے کر لیے، اس ایک صدی کی مدت میں دارالعلوم ندوۃ العلماء نے بڑی اہم اور قیمتی دینی وعلمی خدمات انجام دیں، قدیم وجدید کی کشمکش کو دور کرنے کی کامیاب کوشش کی اور ندوی فضلاء مسلمانوں کے ان دونوں طبقوں کے درمیان باہمی تعارف وتعاون کا سبب بنے، انھوں نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ وہ دنیا سے الگ تھلگ نہیں رہتے ہیں اور نہ زندگی کے سمندر میں کسی جزیرہ پر پناہ گزیں ہیں، چنانچہ ان میں ادباء، محققین، ملکی زبان میں لکھنے والے اور معاشرتی رہنما بھی ہوئے جو زندگی کی سرگرمیوں میں برابر شریک رہے، ان میں بعض ایسے بھی ہوئے جنھوں نے مسلمانوں کی نئی نسل کے لیے ایک پورا کتب خانہ تیار کر دیا، اور تن تنہا وہ خدمات انجام دیں اور اللہ کے فضل وکرم سے یہ سلسلہ روز افزوں ترقی پر ہے، ملک کے علمی اور زندگی کے اکثر شعبوں میں اس وقت ندوۃ العلماء کے فضلاء دینی وعلمی امتیاز کے ساتھ پہچانے جاتے ہیں، اور بیرون ملک متعدد ممالک اسلامیہ میں اسلامی اداروں اور یونیورسٹیوں میں دینی وعلمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء پر امت اسلامیہ کا اعتماد اور اس کی توجہ روز بروز بڑھتی جا رہی ہے، چنانچہ ہندوستانی طلباء کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے، ان کے علاوہ انڈونیشیا، ملیشیا، نائجیریا، تھائی لینڈ، جنوبی افریقہ، یوگنڈا، مصر اور بعض دوسرے ممالک کے طلباء بھی تعلیم وتربیت حاصل کر رہے ہیں، اس وقت دارالعلوم میں طلباء کی تعداد دو ہزار سے زائد ہے، جن کی تعلیم مفت ہے اور ان میں سے بیشتر طلباء کے قیام وطعام کے مصارف بھی دارالعلوم

برداشت کرتا ہے۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مختلف شعبوں اور کاموں کی کچھ تفصیلات حسب ذیل ہیں:

شعبۂ تعلیم

دارالعلوم کی مدت تعلیم چار مرحلوں پر منقسم ہے:

پہلا مرحلہ:

ابتدائی (معہد) اس سال دارالعلوم کے ابتدائی مکاتب میں ۲۰۶۴ طلبہ زیر تعلیم ہیں، اس میں پرائمری سے قبل ایک سال چھوٹے بچوں کے لیے، پھر ۵ رسال پرائمری کے ہوتے ہیں، ابتدائی تعلیم کے یہ مدارس ومکاتب کے مختلف محلوں اور علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں، ان مدارس میں بچوں کو مادری زبان اور بنیادی مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے، اور گورنمنٹ اسکول کے معیار کے مطابق رائج الوقت مضامین مع ہندی وانگریزی پڑھائے جاتے ہیں۔

لکھنؤ سے باہر کے طلبہ جو بورڈنگ میں رہ کر پرائمری تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں، ان کا نظم معہد سیدنا ابی بکر الصدیق، مہپت مئو اور مدرسہ مظہر الاسلام، بلوچ پورہ شہر لکھنؤ میں کیا گیا ہے۔

دوسرا مرحلہ:

ثانوی (معہد) کا ہے جو پانچ ثانوی درجات پر مشتمل ہے اور عصری درسگاہوں کے معیار کے لحاظ سے مڈل اور ہائی اسکول کی سطح کے مطابق ہے، اس میں عربی اور علوم اسلامیہ کے علاوہ انگریزی اور جنرل سائنس ہائی اسکول کے معیار تک ہے، سال رواں معہد (ثانوی) میں ۸۴۲ طلباء ہیں۔

تیسرا مرحلہ:

کلیہ کا ہے، یہ چار تعلیمی سالوں پر مشتمل ہے، جو تعلیمی سطح کے لحاظ سے عصری درسگاہوں کے انٹر اور بی.اے. کے معیار کے مطابق ہے، ان میں عربی ادب اور حدیث وفقہ وتفسیر اور ان سے متعلق مضامین کی اعلیٰ اور معیاری تعلیم کا انتظام ہے، عربی زبان میں صحیح اور اچھا لکھنے بولنے کی بھی استعداد پیدا کی جاتی ہے، انگریزی تعلیم کا بھی انتظام ہے، جس کا معیار بی.اے. تک ہے، اس سے فراغت پر طالب علم کو عالیہ کی سند ملتی ہے، جو اندرون وبیرون ملک وقیع نظر سے دیکھی جاتی ہے۔

کلیہ کی تعلیم تین بڑے شعبوں میں تقسیم ہے، ایک شعبہ کو ''کلیۃ الشریعۃ واصول الدین'' اور دوسرے کو ''کلیۃ اللغۃ العربیۃ'' اور تیسرے کو

''کلیۃ الدعوۃ'' کہتے ہیں، ثانوی تعلیم کے بعد طالب علم کی لیاقت کے لحاظ سے تینوں کلیات میں سے ایک کو اختیار کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔

چوتھا مرحلہ:

درجات علیا ہے۔

شعبۂ خصوصی:

اندرون ملک کی عصری درسگاہوں سے نیز غیر ملکی درسگاہوں سے آنے والے طلبہ جو علوم دینیہ وعربی زبان وادب کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں، ان کے لیے دار العلوم ندوۃ العلماء نے ۵/سال کا کورس قائم کر رکھا ہے، جس کو مکمل کرنے پر طالب عالم کو عالمیت کی سند دی جاتی ہے۔

معہد القرآن:

دار العلوم میں معہد القرآن کے نام سے حفظ وتجوید کا شعبہ قائم ہے، جس میں طلباء کی تعلیم کے ساتھ ان کے قیام وطعام کا علاحدہ انتظام ہے، جس میں فی الحال ۱۳/مدرسین تعلیم دے رہے ہیں، حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ شعبۂ تجوید بھی قائم ہے، جس میں بروایت حفص تعلیم وتجوید کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور قرأت سبعہ کی مشق بھی کرائی جاتی ہے، یہ دو سال کا کورس ہے، تجوید قرأت سے متعلق کتابیں داخل نصاب ہیں، امتحان کے بعد قرأت حفص کی سند دی جاتی ہے۔

شعبۂ صحافت ولسانیات:

اس میں صحافت کی تربیت اوراسی کے ساتھ انگریزی، ہندی اور دیگر زبانوں کی خصوصی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا گیا ہے۔

طلبہ کی علمی انجمنیں

النادی العربی:

عربی زبان وادب میں عملی مشق وکمال پیدا کرنے کے لیے طلباء کی ایک انجمن ''النادی العربی'' ہے جو خطابت وانشاء نیز مطالعہ وتحقیق کی مشق کے لیے متعدد درج ذیل شعبوں پر مشتمل ہے، ان شعبوں کے جلسے ہفتہ وار اور پندرہ روزہ وقفوں سے اساتذۂ ادب عربی کی رہنمائی میں ہوتے ہیں اور مختلف شعبوں کے لحاظ سے سالانہ انعامی مقابلے بھی کرائے جاتے ہیں۔

''الرائد'' نامی ایک معیاری اور دیدہ زیب عربی پندرہ روزہ بھی شائع ہوتا ہے، اس اخبار کے نام سے ''النادی العربی'' نے عربی مطالعہ کی معیاری اور مفید اسلوب میں لکھی ہوئی کتابوں کی ایک لائبریری کی بنیاد بھی رکھی ہے جو برابر ترقی کررہی ہے، اور ''مکتبہ الرائد'' کہلاتا ہے، اس مکتبہ کے کاموں کی انجام دہی طلباء کے ہاتھوں میں ہوتی ہے، اور اساتذہ نگرانی کرتے ہیں، الحمد للہ اس سے استفادہ کی طرف طلباء کی خاص توجہ ہے۔

جمعیۃ الاصلاح:

یہ طلباء دارالعلوم ندوۃ العلماء کی وہ انجمن ہے، جس سے اکثر مشہور فضلائے ندوہ دورانِ تعلیم نہ صرف متعلق رہے بلکہ انھوں نے عام ادبی و ثقافتی صلاحیتوں کو اسی کی مدد سے اجاگر کیا، اس انجمن کے صدر مہتمم صاحب دارالعلوم ہوتے ہیں، اس انجمن کے لیے طلباء ہی میں سے ایک نائب صدر، ایک ناظم اور مقررہ تعداد میں ارکان کو صدر انجمن منتخب یا نامزد کرتے ہیں، جو انجمن کے مختلف شعبوں کی ذمہ داریاں انجام دیتے ہیں، انجمن کے ماتحت چھوٹے اور بڑے طلباء کی دو لائبریریاں ہیں، جن میں مختلف موضوعات پر منتخب کتابوں کا اچھا خاصہ ذخیرہ موجود ہے، نیز ملک کے ممتاز دینی و ادبی رسائل واخبارات آتے ہیں، طلباء ان سے استفادہ کرتے ہیں، پنجشنبہ کو طلباء کے جلسے ہوتے ہیں، جن میں تقریریں ہوتی ہیں، مباحثے ہوتے ہیں، مقالات سنائے جاتے ہیں، سال کے آخر میں صحافت وخطابت کے انعامی مقابلے ہوتے ہیں، یہ انجمن مہتمم دارالعلوم کی صوابدید سے کسی استاد کی نگرانی اور تربیت میں تمام کام انجام دیتی ہے، دارالعلوم سلیمانیہ میں بھی اس طرح کی علاحدہ انجمن قائم ہے، جس کے سارے پروگرام دارالاقامہ کے طلباء انجام دیتے ہیں۔

شعبۂ فقہ وافتاء:

یہ شعبہ دارالعلوم کی تاسیس کے وقت سے قائم ہے، جہاں ملک اور بیرون ملک سے استفتاء آتے ہیں، اور ان کے جواب دیئے جاتے ہیں،

عام مسلمانون کی دینی ورہنمائی کے لیےاس شعبہ نے بڑی خدمات انجام دی ہیں، اور یہ سلسلہ بحمداللہ آج بھی جاری ہے، مولانا مفتی محمد ظہور صاحب ندوی اس شعبہ کے ناظر ہیں، ان کی نگرانی وہدایت کے تحت کتابوں سے مراجعت حوالہ جات کی تلاس وتحقیق ہوتی ہے، پھر جواب لکھا جاتا ہے، مقامی طور پر آئے ہوئے مسائل اور نزاعات میں ضرورت مند افراد کی رہنمائی کی جاتی ہے، درجات علیا شریعہ کے طلبہ کو افتاء کے کام کی تربیت بھی اس شعبہ کے تحت دی جاتی ہے، جس کی مشق ان کے نصاب کا ایک جزء ہے، اسی شعبہ کے تحت فتاویٰ ندویہ کی ترتیب وتحقیق کا کام بھی ہورہا ہے۔

مجلس تحقیقات شرعیہ:

جدید مسائل کے سلسلہ میں احکام شرعیہ کی تحقیق وتعیین کے لیے ندوۃ العلماء کے سابق ناظم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی صدارت میں مسلمانون کی شرعی ودینی رہنمائی کے لیے ملک کے اہل علم حضرات پر مشتمل ایک مجلس ترتیب دی جاتی تھی، جس کا مقصد یہ تھا کہ دورِ حاضر کے پیدا کردہ مسائل میں مجلس غوروخوض کرکے رائے قائم کرے، اس مجلس کے ارکان میں ملک کے اکثر ماہرین فقہ وشریعت شامل رہے ہیں، اس کے سلسلہ میں ایک دفتر قائم ہے، جو حسب ضرورت مفوضہ کام انجام دیتا ہے۔

دارالقضاء:

مسلمانوں کی دینی وملی رہنمائی اور باہمی نزاعات کے تصفیہ کے لیے عرصۂ دراز سے دارالقضاء کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی، جس کی عمارت

بحمداللہ مکمل ہوگئی ہے، اب متعدد فقہاء ومفتیان کرام کی نگرانی میں کام ہورہا ہے، مسلمان اس کی اہمیت محسوس کرکے اپنے عائلی مسائل کے حل کے لیے دارالقضاء سے رجوع کررہے ہیں، فقہی اعتبار سے غوروفکر کے بعد جن کے فیصلے کئے جارہے ہیں، اور مسلمان سرکاری عدالتوں میں زیربار ہونے کے بجائے دارالقضاء کے نظام سے مستفید ہورہے ہیں۔

شعبۂ دعوت وارشاد:

ندوۃ العلماء کے بنیادی مقاصد میں دعوت وارشاد ہے، مسلمانوں میں تصحیح عقائد، درستگی اعمال اور غیراسلامی رسوم ورواج سے نجات دلانا اور غیرمسلموں میں اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنا، اور اسلام پر ہونے والے حملوں اور غلط پروپیگنڈوں کا توڑکرنا، اس کا بنیادی مقصد ہے، اس شعبہ کے تحت مختلف علاقوں میں علماء کرام کے اسفار، دینی کتابوں کی تقسیم، اصلاحی جلسوں کا انعقاد اور دینی کارکنوں کی تربیت کا انتظام ہے۔

یہ شعبہ بڑی اہمیت کا حامل ہے، خصوصاً موجودہ حالات میں جبکہ اسلام پر ہرطرف سے حملے ہورہے ہیں، مخالف اسلام تحریکوں اور سازشوں کا زورہے۔

اس شعبہ کے تحت دیہاتوں میں مدارس ومکاتب بھی قائم کئے گئے، اور مساجد کی تعمیر بھی ہوئی ہے، اور مسلمانوں کی معاشرتی اصلاح واصلاح عقائد واعمال کا کام بڑے پیانہ پرانجام دیا جارہاہے، الحمدللہ اچھے نتائج برآمد ہورہے ہیں۔

انٹرنیٹ کا انتظام:

اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اور مخالف اسلام لٹریچر کا مقابلہ کرنے کے لیے شعبۂ دعوت وارشاد کے تحت انٹرنیٹ کا بھی انتظام کیا گیا ہے، اور الحمدللہ پوری تندہی اور سرگرمی کے ساتھ انٹرنیٹ کے ذریعہ دینی خدمت انجام دی جارہی ہے، اور مختلف ممالک اور اندرون ملک سے آنے والے دینی سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔

کمپیوٹر کی تربیت کا انتظام:

طلباء دارالعلوم کے لیے کمپیوٹر کی تربیت کا باقاعدہ انتظام ہے، جہاں طلباء فارغ وقت میں اس کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔

شعبۂ اصلاح معاشرہ:

مسلمانوں میں جس طرح اسراف کی وبا آئی ہوئی ہے، شادیوں اور دیگر تقریبات میں جس طرح غیر اسلامی رسوم کی پابندی کی جارہی ہے، وہ کسی بھی قوم کی تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ہے، ندوۃ العلماء نے ان خطرات اور تباہ کن حالات کو دیکھ کر ذمہ داری سمجھی کہ وہ اصلاح معاشرہ کے کام کا بار اٹھائے۔

سابق ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے حسب ہدایت شعبۂ اصلاح معاشرہ کا قیام عمل میں آیا، ندوۃ العلماء میں اس کا مرکزی دفتر قائم ہو کر سرگرم عمل ہو گیا، اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ملحقہ مدارس میں ذیلی دفاتر کھول کر کام شروع ہو گیا ہے۔

کتب خانہ علامہ شبلی نعمانیؒ:

ندوۃ العلماء کا یہ اہم کتب خانہ ایک شاندار پانچ منزلہ عمارت میں ہے، بیرونی ممالک کے ریسرچ اسکالر بھی اس کتب خانہ سے مستفید ہوتے ہیں، ندوۃ العلماء کا یہ اہم عظیم کتب کانہ ہندوپاک میں خصوصی امتیاز رکھتا ہے۔

اس کے تین شعبے ہیں: شعبۂ مطبوعات، شعبۂ مخطوطات اور شعبۂ انگریزی، ان کے مستقل ذمہ دار ہیں، جن کی نگرانی ناظم کتب خانہ کرتے ہیں، ندوۃ العلماء کے عام کتب خانہ کے ساتھ چند دوسرے کتب خانے بھی شامل ہیں، جن میں نواب سید صدیق حسنؒ کا کتب خانہ اور مولانا حکیم سید عبدالعلیؒ کا کتب خانہ ممتاز حیثیت رکھتا ہے، جن میں بعض اہم مخطوطات بھی ہیں، کتب خانہ ندوۃ العلماء سے طلبہ کو تعلیم کے سلسلہ میں کتابیں مستعار دی جاتی ہیں، جو امتحان سالانہ کے وقت جمع کرالی جاتی ہیں۔

کتب خانہ میں اس وقت ایک لاکھ پچاس ہزار سے زائد کتابیں ہیں، جن میں عربی، فارسی اور اردو کے تقریباً پانچ ہزار مخطوطات ہیں، اور کتب خانہ کو کمپیوٹرائز کر دیا گیا ہے، اور جلد ہی انشاء اللہ انٹرنیٹ پر لے آیا جائے گا۔

شعبۂ مدارس ملحقہ:

ملک کے اندر جو مدارس دارالعلوم ندوۃ العلماء کے منہج تعلیم کے مطابق کام کررہے ہیں، اور وہ اپنا تعلیمی الحاق کرانا چاہتے ہیں، الحاق کی شرائط پوری ہونے پر ان کا دارالعلوم سے الحاق کیا جاتا ہے، اور یہ شعبہ ان مدارس کی تعلیمی نگرانی اور رہنمائی کا فریضہ انجام دیتا ہے۔

ان مدارس ملحقہ کی تعداد ۱۷۹ رہے جو پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

شعبۂ مکاتب شہر:

ندوۃ العلماء کے تحت لکھنؤ شہر میں مکاتب کا نظام چل رہا ہے، جس کے تحت مکاتب قائم ہیں اوران میں اضافہ ہورہا ہے، ماہرین تعلیم کے مشورہ سے ان کا نصاب تعلیم تیار کیا گیا ہے، جس میں دینی تعلیم کے ساتھ عصری مضامین کی تدریس کا انتظام ہے۔

امور خارجہ

دارالعلوم کی بڑھتی ہوئی شہرت ومقبولیت کی وجہ سے بیرونی طلباء کے داخلے بڑھ گئے ہیں، جس کی بناء پر دارالعلوم میں ایک شعبہ ’’امور خارجہ‘‘ قائم کردیا گیا، جس میں غیرملکی طلباء کے داخلوں سے متعلق ریکارڈ رہتا ہے، ایسے طلباء کے پاسپورٹوں کی دیکھ بھال کی جاتی ہے، اوران کا رجسٹریشن

کرایا جاتا ہے، اس انتظام سے قبل غیرملکی طلباء کو جو دشواریاں ہوتی ہیں، بحمد اللہ وہ رفع ہوگئی ہیں، اس کے علاوہ ان طلباء کو اندرون ملک سفر کے لیے خصوصی ریلوے اجازت نامہ کے سہولت بھی بہم پہنچائی جاتی ہے، اس کا انتظام کیا گیا ہے کہ جو غیرملکی طلباء اپنے داخلہ کے لیے منظوری حاصل کرنا چاہتے ہیں توان کو باقاعدہ داخلہ کی منظوری روانہ کرنے کے بعد رجسٹرڈ کرلیا جائے، اوراس کی منظوری کا قانونی اجراء کردیا جائے، تاکہ ان کو اپنے ملک سے آنے میں دشواری نہ ہو، اندرون ملک رہائش پذیر طلباء کے لیے رعایتی ریلوے اجازت نامے بھی جاری کیے جاتے ہیں۔

شعبۂ تعمیر وترقی:

تقسیم ملک سے پہلے ندوۃ العلماء کی مالیات کا بڑا ذریعہ بعض مسلم والیان ریاست کے عطیات اور امراء ورؤساء کی اعانتیں تھیں، عمومی چندے کا اہتمام نہیں تھا، انقلاب ۱۹۴۷ء کے بعد ملک کے حالات میں عظیم تغیر پیدا ہوا، ریاستیں ختم ہوئیں، اہل ثروت کا ایک بڑا حصہ پاکستان منتقل ہوگیا، زمینداریاں بھی زد میں آئیں، اس کا لازمی اثر دارالعلوم پر خصوصیت سے پڑا، ندوۃ العلماء کے مالی وسائل محدود ہوتے چلے گئے، ان حالات میں ضرورت محسوس ہوئی کہ ندوۃ العلماء کا عام مسلمانوں سے رابطہ زیادہ سے زیادہ مضبوط اور وسیع ہو، چنانچہ ۱۹۵۸ء میں ’’شعبۂ تعمیر وترقی‘‘ کی ازسرنو علاحدہ تنظیم کی گئی، جس کے سپرد چند کام کیے گئے:

۱-مالیات کی فراہمی۔ ۲-رابطہ وتعارف عمومی۔ ۳-تعمیرات۔

فراہمی سرمایہ:

شعبۂ تعمیر وترقی نے سفراء ومحصلین کا نظام بنایا، اس نظام سے تعلق رکھنے والے حضرات ملک کے مختلف علاقوں میں پہنچ کر ندوۃ العلماء کا تعارف کراتے ہیں اوراس کی ضرورت واہمیت سے روشناس کراتے ہیں، اور اہل خیر حضرات سے مالی اعانت کی درخواست کرتے ہیں، الحمدللہ کہ ان کوششوں کے نتائج برآمد ہوئے اور ایک حلقہ معاونین کا پیدا ہوگیا، اس سلسلہ کو ابھی کافی بڑھانے کی ضرورت اور گنجائش ہے۔

شعبۂ تعمیر وترقی کے اس کام میں ان حضرات اساتذہ کی جدوجہد اور کوششوں کا بڑا دخل ہے جو عموماً رمضان المبارک میں اس کام کے لیے تشریف لے جاتے ہیں، اور نہایت دلسوزی اور انہماک سے اس کام کی طرف اہل خیر کو متوجہ فرماتے ہیں۔

تعمیرات:

تعمیرات کا سلسلہ ۱۹۸۵ء سے سخت ضرورت کے پیش نظر شروع کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے چند سالوں میں اس سلسلہ میں اچھا خاصہ کام ہوا ہے، اور ایک حد تک ضرورتیں پوری ہوئیں، لیکن بہت کام باقی ہے، طلباء کی رہائش کے سلسلہ میں جدید دارالاقامہ کی تعمیر کی منظوری مجلس انتظامیہ نے دی ہے، اس کا کام شروع ہونا ہے، اس کے علاوہ مزید درجات کی تعمیر کی ضرورت ہے، ابھی تعمیرات کے سلسلہ میں کافی کام باقی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی سبیل فرمائے، اسٹاف کوارٹرس کی تعمیر شروع کی گئی ان میں ۳۰ رمکمل ہو چکے ہیں، حضرات اساتذہ ان میں مقیم ہیں، لیکن اساتذہ کی بڑی

تعداد کے لحاظ سے وہ مکانات ناکافی ہیں، معہد دارالعلوم واقع سکروری میں اساتذہ اور غیر تدریسی اسٹاف کے لیے مزید مکانات کی تعمیر ہو رہی ہے، ایک جدید دارالاقامہ رواق حبیب تعمیر ہو چکا ہے، اور رواق سلیمانی کی تکمیل کی گئی۔

مطبخ دارالعلوم:

مطبخ کی پختہ عمارت آم کے باغ میں رواق سلیمانی اور رواق نعمانی کے وسط میں ہے، اس سے متصل دارالطعام کی عمارت ہے، مطبخ کا کام ناظر مطبخ کی نگرانی میں ہوتا ہے، عملہ میں ایک منتظم دو محرر اور ۲۲ رملازمین ہیں، محرر مطبخ رجسٹر اسٹاک، رجسٹر حاضری طلباء، رجسٹر مصارف اساتذہ کرام، رجسٹر حاضری ملازمین، شیٹ حاضری حلقہ وار، رجسٹر اشیاء قرض، کیش بک، رجسٹر اسٹاک اجناس کی خانہ پری یومیہ کرتے ہیں، حضرات اساتذہ کرام اور طلباء کو معالجین کی ہدایت پر پرہیزی کا کھانا بھی دیا جاتا ہے۔

عزیز طلباء کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے ''معہد القرآن'' اور ''معہد دارالعلوم'' میں مقیم طلباء کے لیے ایک دوسرا مطبخ علاحدہ قائم کر دیا گیا ہے، جس کے عملہ کی تعداد اکیس ہے۔

مجلس صحافت ونشریات

یہ مجلس ندوۃ العلماء کا ماتحت ادارہ نہیں ہے، لیکن ندوۃ العلماء کے ناظم اور متعدد فضلاء اس کے مؤسس اور روح رواں ہیں، مجلس صحافت کے قیام کا مقصد ندوۃ العلماء کے فکر واصول کے مطابق دعوتی واشاعتی کام انجام دینا ہے، اس کے تحت کئی رسالے شائع ہوتے ہیں۔

البعث الاسلامی:

عرب دنیا کو فکر اسلامی کا پیغام پہنچانے کے لیے اس عربی رسالہ کو ۱۹۵۵ء میں مولانا سید محمد الحسنی ندوی مرحوم نے اپنے چند رفقاء کے ساتھ جاری کیا تھا، اور انتقال کے وقت تک وہ اپنے رفیق کار مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی کے ساتھ ادارت کے فرائض انجام دیتے رہے، اب مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء اس کے رئیس التحریر ہیں، اور اس میں ان کے رفیق ادارت مولانا محمد واضح رشید حسنی ندوی معتمد تعلیم ندوۃ العلماء ہیں، اس میں ہندوعرب کے اہل قلم علماء وفضلاء کے مضامین شائع ہوتے ہیں، الحمدللہ یہ پرچہ ہندوپاک کے علاوہ ممالک عربیہ میں کافی شہرت رکھتا ہے، اور اس کا شمار صف اول کے دینی پرچوں میں کیا جاتا ہے، عراق، حجاز، کویت، لبنان وغیرہ کے دینی ماہنامے اس کے مضامین نقل کرتے ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ ان ممالک میں ''البعث الاسلامی'' کا ایک وقیع حلقہ پیدا ہوگیا ہے، سال رواں میں ''البعث الاسلامی'' ۳۷۰۰ کی تعداد میں شائع ہورہا ہے، دو ہزار اس کے خریدار ہیں، بقیہ پرچے اعزازی اور تبادلہ میں جاتے ہیں۔

الرائد:

ہندوپاک سے نکلنے والا سب سے پہلا عربی پندرہ روزہ اخبار ہے، جو طلباء کی انجمن ''النادی العربی'' کے تحت تقریباً ۴۴ سال سے حضرت مولانا محمد رابع صاحب حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کے زیر نگرانی نکل رہا ہے، جس کی ادارت کی ذمہ داری مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی صاحب معتمد تعلیم ندوۃ العلماء انجام دے رہے ہیں۔

یہ طلباء اور نوجوان اہل قلم کو تازہ عربی صحافت میں حصہ لینے کا موقع فراہم کرنے کے لیے جاری کیا گیا تھا، اور اپنی تاریخ اجراء سے تاحال ایک کامیاب جریدہ کی حیثیت سے کام کررہا ہے، عالم اسلام کی دینی وعلمی تحریکات وافکار پر ٹھوس اور سنجیدہ اسلوب میں تبصرہ کرتا ہے، اور مسلمانوں کے ملی حالات کا جائزہ بھی پیش کرتا رہتا ہے، اس کی ترتیب وتحریر میں ذی استعداد طلباء بھی شرکت کرتے ہیں، اور یہ عرب ممالک میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اور طلباء وعلماء نیز ممالک عربیہ کے بہت سے اہل ذوق حضرات کی نظر سے گذرتا ہے اور پسند کیا جاتا ہے، قارئین میں ایک خاصی تعداد خریداروں کی ہے، آٹھ صفحات پر مشتمل یہ پرچہ ہر ماہ کی ابتداء اور وسط میں نکلتا ہے۔

تعمیر حیات:

۱۹۶۳ء میں ایک پندرہ روزہ اردو پرچہ ''تعمیر حیات'' کے نام سے جاری کیا گیا تاکہ اس کے ذریعہ مسلمانوں میں عمومی طور پر دینی وعلمی و

اصلاحی کاموں کوتقویت حاصل ہو،اسی کے ساتھ ساتھ یہ مقصد بھی پیش نظر تھا کہ ندوۃ العلماء کے اغراض ومقاصد کی توسیع واشاعت بھی ہو،ایک وقیع تعداد ہمدرد اور مخلصین کو اعزازی طور پر دی جاتی ہے، اس کی ادارت کے فرائض فضلاء دارالعلوم انجام دیتے ہیں، اس کا سالانہ بدل اشتراک ۱۵۰/روپئے ہے۔

فریگرینس (FRAGRANCE):

یہ ایک انگریزی ماہنامہ ہے، جسے مجلس صحافت نے ۱۹۹۹ء سے جاری کیا ہے،اس کا مقصد انگریزی داں حضرات کو اسلامیات سے واقف کرانا ہے، نیز اشاعت اسلام میں ندوۃ العلماء کے طریقۂ کار سے آشنا کرانا ہے،اس کے چیف ایڈیٹر جناب شارق علوی صاحب ہیں۔

سچا راہی (सच्चा राही) :

ندوۃ العلماء سے تعلق رکھنے والوں کے مطالبہ پر موجودہ حالات کے پیش نظر مارچ ۲۰۰۲ء سے ہندی میں ایک ماہانہ رسالہ ''سچا راہی'' جاری کیا گیا جو بہت پسند کیا گیا،اور الحمدللہ مفید خدمت انجام دے رہا ہے،توفیق الٰہی سے اس کی اشاعت میں برابر اضافہ ہو رہا ہے،لیکن اس کو ہندی خواں گھرانوں میں پہنچانے کی ضرورت ہے۔

شعبۂ طبع واشاعت:

دارالعلوم ندوۃ العلماء کی تیار اور شائع کردہ درسی کتابوں کے نظام کو زیادہ پائیدار بنانے اور اس کے حلقہ اشاعت کو وسعت دینے کی ذمہ داری قبول کر کے حال ہی میں مجلس صحافت ونشریات نے ''شعبۂ طبع واشاعت'' کے عنوان سے علاحدہ ایک شعبہ قائم کیا ہے، جو نصابی کتابوں کی ترتیب وتدوین میں سہولت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا دائرہ کار بڑھائے گا۔

مختلف دینی وعصری درسگاہوں میں کتابوں کے داخل نصاب ہونے کے باعث ان کی اشاعت کی بہتری کی طرف توجہ کی ضرورت تھی، الحمدللہ اس سلسلہ میں اشاعتی کوشش شروع کر دی گئی ہے۔

رابطہ ادب اسلامی

رابطہ ادب اسلامی ایک مستقل ادارہ ہے، لیکن ندوۃ العلماء کے ناظم اور متعدد فضلاء اس کے روح رواں ہیں، اور اس کا مرکزی دفتر ندوۃ العلماء میں قائم ہے، اس لیے اس کا ندوہ کے تعلق سے یہاں تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ندوۃ العلماء کے بانیوں کا روز اول ہی سے یہ نظریہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ''عربی مبین'' اور معجزانہ اسلوب میں نازل فرما کر

۲۵

اسلام اور ادب کے رشتہ کو ہمیشہ کے لیے مستحکم فرمادیا ہے اور زبان وادب اللہ کی بہت بڑی نعمت اور مؤثر قوت ہے، اسے اسلام کی خدمت کے لیے استعمال ہونا چاہئے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے اس نقطۂ نظر کے تحت ندوہ میں تعلیم کے لیے نصابی کتاب ''مختارات'' مرتب کی، اور دمشق کی مشہور اکیڈمی ''المجمع العلمی العربی'' کے رکن منتخب ہوئے تو وہاں بھی اس کی دعوت دی، جس کا تمام عرب ممالک میں مثبت ردّعمل ہوا، پھر ۱۴۰۱ھ میں حضرت مولاناؒ کی دعوت پر ایک بین الاقوامی سیمینار میں اسلامی ادب کی عالمی تنظیم کی ضرورت محسوس کی گئی، اور ایک تمہیدی سطح کا دفتر ندوۃ العلماء میں قائم کردیا گیا، ۱۴۰۵ھ میں مکہ مکرمہ میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی زیر صدارت ایک نشست میں ادب اسلامی کے لیے بین الاقوامی انجمن کی تشکیل کا فیصلہ ہوا۔

جس کے لیے اگلے ہی سال ندوۃ العلماء میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں ہندوستان کے علاوہ عرب ممالک کے اساتذۂ ادب وشعراء شریک ہوئے اور رابطہ ادب اسلامی کے نام سے انجمن تشکیل کی گئی، انجمن کے اغراض ومقاصد اور قواعد وضوابط مرتب کئے گئے، اور مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کو ہی صدر منتخب کیا گیا، ندوۃ العلماء میں اس کا صدر دفتر قائم ہوا، اس وقت سے اب تک عالم اسلام کے تمام ملکوں میں اسلام پسند ادیبوں اور شاعروں کی بڑی تعداد اس کی ممبر بن چکی ہے، اور متعدد ممالک میں اس کی شاخیں قائم ہوچکی ہیں، جو سرگرمی کے ساتھ ادب اسلامی کا کام انجام دے رہی ہیں۔

۲۶

معہد سیدنا ابی بکر الصدیقؓ مہپت مئو، لکھنؤ

(زیر انتظام ندوۃ العلماء)

دار العلوم اور خاص طور پر معہد دار العلوم میں تنگی کی وجہ سے دار العلوم ندوۃ العلماء سے دس کلومیٹر کے فاصلہ پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے ربط وتعلق رکھنے والے دیندار مسلمانوں کے تعاون سے مع ایک قدیم اور خستہ مسجد کے موضع مہپت مئو میں وسیع آراضی حاصل ہوگئی تھی، جس میں شعبۂ حفظ اور ابتدائیہ سے لے کر عالیہ اولیٰ کے درجات تک تعلیم ہوتی ہے، مسجد کی از سر نو تعمیر کی گئی، نیز دار الاقامہ بھی تعمیر ہوا، آب رسانی کی سہولت کی خاطر ایک ٹیوب ویل کا بھی نظم کیا گیا ہے، فی الوقت اس مدرسہ میں طلبہ کی تعداد ۴۴۰، اور اساتذہ کی تعداد ۲۲ ہے۔

مدرسہ مظہر الاسلام بلوچ پورہ، لکھنؤ

(زیر انتظام ندوۃ العلماء)

ندوۃ العلماء کی خریدی ہوئی وسیع زمین پر شہر لکھنؤ کے محلّہ بلوچ پورہ میں مدرسہ مظہر الاسلام کا قیام عمل میں لایا گیا، جس میں شہر کے طلباء کی کثیر تعداد تعلیم حاصل کررہی ہے، اور بیرونی طلباء دار الاقامہ میں مقیم ہیں، اس مدرسہ کے اخراجات کا اکثر حصہ ندوۃ العلماء پورا کرتا ہے، سال گذشتہ درسگاہ کی تعمیر شروع کی گئی تھی، جو اَب تکمیل کے مراحل میں ہے، طلباء کے لیے اقامت گاہ کی تعمیر کی شدید ضرورت ہے، اہل خیر سے خصوصی توجہ کی درخواست ہے۔

۲۷

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

یہ مجلس بھی ندوۃ العلماء کا ماتحت ادارہ نہیں ہے، لیکن ندوۃ العلماء کے ناظم اور متعدد فضلاء اس کے مؤسس اور روح رواں ہیں اور ندوۃ العلماء کے اندر ہی اس کا دفتر اور مرکزی شعبے قائم ہیں، ندوۃ العلماء سے اس کا گہرا ربط وتعلق ہے اور مقاصد وطریقہ کار میں پوری ہم آہنگی ہے، مجلس کا قیام اہم ترین دعوتی واصلاحی مقاصد کے تحت عمل میں آیا تھا، مجلس کا نہ صرف ملک کے مختلف حلقوں اور صاحب فکر ودردمند مسلمانوں نے بلکہ بہت سے بیرون ممالک کے اہل بصیرت حضرات نے بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا، اس مجلس کے ارکان ورفقاء نے بیش قیمت کتابیں تصنیف کیں، جن کو اس ادارہ نے شائع کیا، مئی ۱۹۵۹ء سے اب تک بحمد اللہ اس نے دینی وعلمی حلقوں میں خاصی مقبولیت اور وقعت حاصل کر لی ہے، اس کی مطبوعات کو اندرون وبیرون ملک قدر اور پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے، اور بعض حیثیتوں سے عالم اسلام میں اس کا ممتاز مقام ہے، مجلس نے بیک وقت اردو، عربی، انگریزی اور ہندی چار زبانوں میں تصنیف واشاعت کا آغاز کیا تھا، اب بنگلہ زبان میں بھی لٹریچر کی اشاعت شروع کی ہے، مجلس کی اکثر مطبوعات کی تبلیغی اور علمی نقطہ نظر سے ممالک غیر میں بڑی پذیرائی کی گئی اور معقول تعداد میں طلب کی گئیں، مجلس نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی زیر سرپرستی مئی ۱۹۵۹ء سے ۲۰۰۰ء تک تقریباً چالیس سال کے عرصہ میں کئی زبانوں میں چھوٹی بڑی ۲۵۸ کتابیں شائع کیں، جن میں سے تقریباً ہر ایک کے متعدد ایڈیشن نکلے۔

مجلس کی رکنیت کے کچھ اصول ہیں، ان کے مطابق ارکان کو مجلس کی شائع کردہ کتب میں رعایت بھی دی جاتی ہے۔

۲۸

آئندہ تعمیری منصوبے

اس وقت دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ہندوستان کے مختلف علاقوں کے علاوہ ملیشیا، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، جنوبی افریقہ، نائجیریا، ماریشش اور دوسرے ممالک کے طلبہ بھی زیر تعلیم ہیں، مختلف ملکوں سے برابر داخلے کی درخواستیں آتی رہتی ہیں، اللہ کے فضل سے عرب ممالک میں ندوۃ العلماء کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اندرون وبیرون ملک کے مسلمانوں کی توجہ اس کی تعلیم وتربیت سے استفادہ کی خواہش روز افزوں ہے، ان اسباب کی بناء پر داخلوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا ہے، جس کی وجہ سے مزید نئی اقامت گاہوں کی بیحد ضرورت ہے، اس کے علاوہ دارالعلوم کے مختلف شعبوں کے لیے مستقل عمارتیں درکار ہیں۔

معہد دارالعلوم:

دارالعلوم کے احاطہ میں جگہ کی کمی کی وجہ سے معہد دارالعلوم کو ہردوئی روڈ پر دارالعلوم سے دس کلومیٹر کے فاصلہ پر منتقل کردیا گیا ہے، اور وہاں تعلیم گاہوں کی دومنزلہ عمارت تعمیر ہوچکی ہے، جس میں درجات لگ رہے ہیں، دارالاقامہ کی تعمیر مکمل ہوچکی ہے، جس کا نام ''رواق مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ'' رکھا گیا ہے، اب اس کی دوسری منزل کی تعمیر کی شدید ضرورت ہے تاکہ طلباء کی کثرت کی وجہ سے قیام کی دشواریوں کو حل کیا جاسکے، طلبہ کی دینی اور تربیتی ضرورتوں کے پیش نظر ایک بڑے ہال کی ضرورت تھی، جس کی تعمیر الحمد للہ مکمل ہوگئی ہے جس کی دوسری منزل کی تعمیر کا مرحلہ درپیش ہے

۲۹

تا کہ اس میں لائبریری کا قیام عمل میں آجائے، جواب تک درسگاہوں کے کمروں میں ہے، اور یہ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی کے نام سے موسوم ہے، اور مسجد کی تعمیر بھی ہو چکی ہے، امید ہے کہ اصحاب خیر توجہ فرمائیں گے۔

اسٹاف کوارٹرس:

حضرات اساتذہ کرام کے لیے رہائشی مکانات کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے، گذشتہ سال کچھ مکانوں کی بنیاد ڈالی گئی تھی جو بحمد اللہ تیار ہو گئے، مزید کوارٹرس کی تعمیر جاری ہے کیونکہ اساتذہ اور دفتری اسٹاف کی بڑی تعداد اب بھی رہائشی مکانات کی منتظر ہے۔

ڈاکٹر عبد العلی حسنیؒ اسپتال:

احاطہ دار العلوم میں اساتذہ اور طلبہ کی ایک بڑی تعداد قیام پذیر ہے، جن کو کبھی کبھی طبی امداد کی ضرورت بھی پیش آتی رہتی ہے، اسی ضرورت کے پیش نظر معقول اور بروقت طبی امداد کے لیے ایک اسپتال کی تعمیر شروع ہوئی تھی جس کی دوسری منزل بھی مکمل ہوگئی ہے، اس میں مریضوں کے لیے دو بڑے ہالوں کے علاوہ ڈاکٹروں وطبیبوں کے کمرے (ایلوپیتھک، ہومیو پیتھک اور یونانی) دواخانہ، دواسازی کا کمرہ، اسٹور روم، ڈریسنگ روم، آپریشن روم اور دیگر ابتدائی ضرورت کی چیزیں فراہم کی گئیں، متعدد ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں، جن میں سے اکثر اعزازی طور پر خدمت انجام دے رہے ہیں، اس کو مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء کے فیصلہ کے بموجب ندوۃ العلماء کے سابق ناظم مولانا ڈاکٹر سید عبد العلی حسنیؒ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

۳۰

جدید دار الاقامہ:

سال بہ سال بڑھتی ہوئی طلباء تعداد کی وجہ سے اقامت گاہوں میں پھر کمی محسوس ہونے لگی ہے، بیرونی طلباء ملیشیا، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، جنوبی افریقہ وغیرہ کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے، موجودہ اقامت گاہیں اپنی وسعت وفراخی کے باوجود تنگ ہوتی جارہی ہیں، جس کی وجہ سے مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء نے ایک نئے دار الاقامہ کی تعمیر کی منظوری دی تھی، جو الحمد للہ مکمل ہو گیا ہے اور اس کا نام ندوۃ العلماء کے رکن خاص مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے نام پر ''رواق حبیب'' رکھا گیا ہے۔

جدید درجات:

طلباء کی کثرت اور نئے تعلیمی شعبوں کے قیام کے بعد اب درسگاہوں کی کمی ہو رہی ہے، اس لیے مزید درجات کی تعمیر کا کام اللہ تعالیٰ کی مدد کی امید پر شروع کیا گیا تھا، اور الحمد للہ وہ اب تکمیل کے مراحل طے کر رہا ہے، امید ہے کہ اسی سال اس میں تعلیم شروع ہو جائے گی۔

کانفرنس ہال:

حدود دار العلوم میں مختلف قسم کی دینی اور دعوتی اور ثقافتی اجتماعات ہوتے رہتے ہیں، دار العلوم کی دوسری عمارتوں کے ہال اکثر ناکافی ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے سامعین کو تکلیف ہوتی ہے، لہٰذا ایک کانفرنس ہال کی علاحدہ تعمیر کا منصوبہ بنایا گیا تھا، لیکن اس کی تعمیر کی نوبت نہ آسکی، اس ہال کی تعمیر ہونا ضروری ہے، امید ہے کہ اصحاب خیر توجہ فرمائیں گے۔

اپیل

ان گذارشات کے بعد آپ سے ہماری درخواست ہے کہ وقت کی اس ضرورت اور دارالعلوم کی افادیت کو سمجھتے ہوئے پوری فراخدلی، فیاضی اور ہمت سے کام لے کر ان تمام کاموں میں بھرپور تعاون واعانت فرمائیں کہ ہندوستان میں دین کے قلعوں کی حفاظت کی اس سے بہتر کوئی سبیل اور اس سے زیادہ پائیدار کوئی صدقہ جاریہ نہیں، آپ میں سے جو لوگ ندوۃ العلماء کے پچاسی سالہ جشن میں شریک تھے ان کو یاد ہوگا کہ ندوۃ العلماء کے پچاسی سالہ اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے غیر ملکی معزز عرب مہمانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"یہ سونے کی چڑیاں سب اُڑ جائیں گی، ہم اور آپ یہاں رہیں گے، آپ یہ نہ سمجھیں کہ اب آپ چھٹی مل گئی، ہم آپ کو چھوڑنے والے نہیں، ہمارے سفیر آپ کے گھروں پر جائیں گے، آپ کے چار آنے، آٹھ آنے ہم کو عزیز ہیں، یہ جو کچھ دیں گے وہ اس دولت کا ہزارواں حصہ ہوگا جو خدا نے ان کو دیا ہے، اور جو آپ دیں گے وہ آپ کے گاڑھے پسینہ کی کمائی ہوگی۔"

خدا کا شکر ہے کہ ہم ان بیش قیمت اصولوں کو سینہ سے لگائے ہوئے ہیں جن کے لیے دارالعلوم قائم کیا گیا تھا یعنی جدید زمانہ میں اسلام کی مؤثر اور صحیح ترجمانی دین ودنیا کی جامعیت اور علم وروحانیت کے اجتماع کی کوشش، فتنہ لادینیت اور ذہنی ارتداد کا مقابلہ، اسلام پر اعتماد اور علوم اسلامیہ کی برتری وامتیاز کا اعلان واظہار، دین حق سے وفاداری اور شریعت پر استقامت، ہمارے نزدیک مالیات، بجٹ اور عظیم الشان عمارتوں کے مقابلہ میں ان مذکورہ مقاصد کا حصول زیادہ اہم ہے، مسئلہ کی اس قدر تشریح اور وضاحت کے بعد اب مزید کچھ کہنے کی حاجت نہیں۔

ہندوستان کے مسلمانوں سے خواہ وہ اس طویل وعریض ملک کے کسی علاقہ کے ہوں، ہماری مکرر درخواست ہے کہ وہ اس کام کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کو اپنا ہی کام سمجھیں، ہمیں یقین ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات عالی پر پورا بھروسہ ہے کہ انشاءاللہ ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کی بیش قیمت رہنمائی ونظامت میں اگر احباب ومخلصین نے پوری دلچسپی لی تو ہمارا یہ پیغام نہ صرف ملک کے بلکہ عالم اسلام کے کونے کونے میں پہنچے گا [illegible]

(مولانا) محمد حمزہ حسنی ندوی	(پروفیسر) وصی احمد صدیقی	(مولانا) محمد واضح رشید ندوی
ناظر عام	معتمد مال	معتمد تعلیم

نوٹ: چیک یا ڈرافٹ پر صرف یہ لکھئے: NADWATUL ULAMA

اور اس پتہ پر بھیجئے:

NAZIM NADWATUL ULAM,
Post Box No. 93, Tagore Marg, Lucknow. 226007

نوٹ: رقم جس مد کی ہو اس کی صراحت ضروری ہے۔

ضروری قواعد وضوابط

طلباء کا داخلہ:

۱- دارالعلوم کا تعلیمی سال وسط شوال سے شروع ہو کر وسط شعبان میں ختم ہوگا۔ ۲- جدید داخلوں کا سلسلہ ۶؍شوال سے شروع ہو جائے گا۔ ۳- درجہ اول عربی میں وہ طلباء لئے جائیں گے جن کی عمر ۱۵؍سال سے زائد اور ۱۱؍سال سے کم نہ ہو، خاص حالت میں کسی طالب علم کو مہتمم صاحب دارالعلوم مستثنیٰ کر سکتے ہیں۔ ۴- دارالعلوم میں تعلیم کی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ ۵- ابتدائی درجات (درجہ پنجم) تک داخلے شہر کے مکاتب میں ہوتے ہیں، جن میں بورڈنگ کا نظم نہیں ہے، ابتدائی درجات کی بورڈنگ کا نظم معہد سیدنا ابی بکر الصدیقؓ مہپت مئو اور مدرسہ مظہر الاسلام بلوچ پورہ لکھنؤ میں ہے۔ ۶- درجات ششم تا دہم (ثانویہ اولیٰ تا خامسہ) میں داخلہ دے کر طلبہ معہد دارالعلوم سکروری ہردوئی روڈ پر بھیج دیئے جاتے ہیں۔ ۷- ثانویہ رابعہ و خامسہ، عالیہ اولیٰ وثانیہ میں دارالعلوم میں داخلہ نہیں ملتا، بلکہ دارالعلوم کی کسی شاخ میں داخلہ مل سکتا ہے۔

حاضری:

۱- طالب علم کے لیے ضروری ہوگا کہ روزانہ اپنے درجہ کے گھنٹوں میں پابندی سے حاضر ہو۔ ۲- اگر کوئی طالب علم معذور ہو تو اس کو ایک دن یا اس سے زیادہ کی رخصت کے لیے ایک درخواست مہتمم صاحب دارالعلوم کی خدمت میں پیش کرنا چاہیے، درخواست پر ناظر دارالاقامہ کی (اگر طالب علم دارالاقامہ میں رہتا ہو) ورنہ اس کے سرپرست کی تصدیق ہونا چاہیے۔ ۳- دس روز متواتر بلا اجازت غیر حاضری پر طالب علم کا نام

خارج کر دیا جائے گا۔ ۴- دارالاقامہ میں رہنے والے طلباء کو بغیر نگراں صاحب دارالاقامہ کی اجازت کے شہر جانے کی اجازت نہ ہوگی۔ ۵- طالب علم کے ہمراہ چند جوڑے کپڑے، چادریں، بستر مع ضروری سامان ہونا چاہیے، (سردی یہاں سخت پڑتی ہے اس کا لحاظ لباس و بستر میں ضروری ہے) چند برتن، پیالے، پلیٹ، لوٹا ہونا بھی ضروری ہے۔ ۶- طالب علم کو نماز جماعت سے پڑھنا لازم ہے، اس کے لیے مہتمم یا ناظر کو حاضری لینے اور تنبیہ کرنے کا اختیار ہے۔ ۷- طلباء کا غیر شرعی وضع بنانا قابل مواخذہ جرم ہے، اگر ناظر کی فہمائش وتنبیہ اور ممانعت کے باوجود کوئی طالب علم اس کا مرتکب ہوگا، تو اس کو دارالاقامہ اور دارالعلوم دونوں سے خارج کئے جانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔

وظائف:

۱- ایسے غیر مستطیع طالب علموں کو جو مصارف برداشت نہیں کر سکتے بشرط گنجائش مدرسہ کی جانب سے وظیفہ دیا جاتا ہے۔ ۲- و یہ وظیفہ صرف عربی خواں طلبہ کے لیے مخصوص ہوگا جو بالعموم ثانویہ خامسہ یا اس کے اوپر درجہ کے طالب علم کو دیا جائے گا۔ ۳- حفظ قرآن کے ان طلبہ کو داخلہ اور وظیفہ دیا جائے گا جو کم از کم سات پارے حفظ کر کے آئے ہوں۔ ۴- وظیفہ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ طالب علم اپنے مقام سکونت کی دو معزز شخصیتوں کی تحریر تصدیق حاصل کر کے داخل کرے۔ ۵- اس وظیفہ کی مدت صرف ایک سال کے لیے ہوگی، آئندہ سال کے لیے طالب علم کو دوبارہ تجدید کی درخواست دینی ہوگی، جس کی منظوری اور نامنظوری اس وقت کے حالات پر منحصر ہوگی، تجدید کی درخواست پر ناظر دارالاقامہ اور بعض مدرسین کی تصدیق ہونا ضروری ہے۔ ۶- وظیفہ فیس طعام کے بقدر دیا جاتا ہے، باقی دوسرے مصارف طالب علم کو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

۳۵

دارالعلوم اوردارالاقامہ کی زرمصارف

۱- دارالعلوم میں تعلیم کی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

۲- دارالعلوم میں داخلہ کی بھی کوئی فیس نہیں لی جاتی، البتہ دوبارہ داخلہ فیس اورتاخیرفیس لی جاتی ہے۔

۳- مصارف دارالاقامہ:

(الف)ابتداءاًداخلہ کے وقت ہرمستطیع طالب علم کو ماہانہ فیس خوراک مع بجلی مبلغ ۴۲۵ روپئے کے ساتھ مزید ۴۲۵ روپے بطورضمانت اور ۱۳۵/روپیہ مصارف دیگرداخل کرنا ہوں گے،اس کے بعد فیس خوراک مع بجلی چارج ہر ماہ کی ۲۵/تاریخ تک ماہ آئندہ کے لیے مہتمم صاحب کے پاس بھیجنا ہوگی، جس کی رسید طالب علم کو دی جائے گی۔

(ب)ضمانت کی رقم دارالاقامہ چھوڑنے پربشرطیکہ مطالبہ باقی نہ ہو، واپس کردی جائے گی۔

(ج)غذامیں عموماًروٹی، دال، گوشت اورچاول دیا جاتا ہے۔

۴- ناشتہ، دھوبی، حجام اوردوسری ضروریات کے مصارف کانظم طالب علم خودکرتا ہے۔

۵- تعطیل فیس مستطیع طلباء کو۴۴/روپئےقبل امتحان سالانہ اورقبل تعطیل گرماداخل کرنا ہوتی ہے۔

۳۶

تعطیلات

۱- ہرہفتہ جمعہ کے دن دارالعلوم بندرہے گا۔

۲- تعطیل کلاں: دوماہ دس دن، جس کی تفصیل یہ ہے:

اگرموسم گرمااوررمضان المبارک علاحدہ علاحدہ واقع ہورہے ہوں تو موسم گرما کی تعطیل ایک ماہ (یکم تا۳۰/جون)اوررمضان المبارک کی تعطیل ایک ماہ دس یوم(۲۶/شعبان سے ۵/شوال) تک ہوگی، لیکن اگرموسم گرمااوررمضان المبارک ایک ساتھ ہوں تو صرف دوماہ کی تعطیل ہوگی۔

نوٹ: تعطیل کلاں صرف تدریسی عملہ کو ملے گی۔

۳- تعطیل اختتام ششماہی امتحان دوروز، اس کے علاوہ سال کے مختلف اوقات میں حسب ذیل تعطیلیں ہوں گی:

(الف) عیدالاضحیٰ: ۶/یوم(۸/ذی الحجہ سے ۱۳/ذی الحجہ تک) (ب) محرم الحرام(ایک یوم، ۱۰/محرم الحرام)

(ج) ۱۲/ربیع الاول(ایک یوم) (د) ۱۵/شعبان(ایک یوم)

(ہ) ۲۶/جنوری(یوم جمہوریہ، ایک یوم) (و) ۱۵/اگست(یوم آزادی، ایک یوم)

(ی) دفاتر کے لیے عیدالفطر کی ۲۷/رمضان تا۴/شوال آٹھ روز کی ہوگی، اگر چاند ۲۹ کا ہوتو ۵/شعبان تک رہے گی۔

• • •